بسم الله الرحمن الرحيم
التَّوحِيدُ .. قَبلَ الأمنِ والأمَانِ
سب سے پہلے
توحید باری تعالیٰ
عبدالمنعم مصطفی حلیمہ
ابو بصیر طرطوسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب سے پہلے
توحید باری تعالیٰ

الحمد لله وحده و الصلاة و السلام علی من لا بنی بعده! اما بعد

جب بھی مومنوں کا کوئی گروہ امت مسلمہ کا کھویا ہوا وقار اور چھینے گئے حقوق واپس لوٹانے کے لئے کافر و ظالم طاغوت اور اس کے پروردہ نظام کے خلاف اٹھ کھڑا ہوتا ہے تاکہ امت مسلمہ کے گلے میں پڑا طوق غلامی اور ظلم کی چکی سے اسے نکال لیا جائے تو ایسے زر خرید طاغوت کے غلاموں اور وفاداروں کی آوازیں کانوں سے ٹکراتی ہیں جن میں بدقسمتی سے ایسے لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں جو اپنے تئیں داعی الی الخیر کا گمان رکھتے ہیں اور امن و امان کے قیام اور اس کے نتیجے میں ملکوں اور شہروں میں سکون اور خوشحالی کے قیام کا خواب دکھلا کر طاغوتی اور کفریہ نظام کے خلاف لڑنے والوں سے لوگوں کو بدظن کرتے ہیں۔

جب بھی کبھی کفر و طاغوت کے زیر انتظام قابض علاقوں میں طاغوت کے انکار اس کے انخلاء اور اس کی فوج، ، قانون اور نظام کے خلاف لڑنے والے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، زر خرید علماء و دعاۃ جو کہ طاغوت کے زیر سایہ پروان چڑھے ہوتے ہیں امن و امان کے قیام کے واویلے کی آڑ میں کفر کے ہاتھ مضبوط کرنا شروع کر دیتے ہیں اور طاغوت کے خلاف لڑنے کو ملکوں میں بدامنی اور فتنہ پروری سے تعبیر کرتے ہیں ۔اور اپنے طور و اطوار سے عوام پر اپنی شفقت اور خیر خواہی کی دھاک جماتے ہوئے انہیں میٹھی نیند سلانے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسری طرف اہل ایمان

موحدین کو اپنے ملکوں میں موجود امن وسکون کا دشمن ظاہر کرتے ہیں۔

حالانکہ انہیں عوام سے محبت اور ان کے مطالبات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا بلکہ کفریہ طاغوتی تخت وسلطنت کی حمایت ونصرت کے لئے یہ ڈھونگ رچایا جاتا ہے اور مالی منفعت عہدہ وکرسی کی لالچ میں یہ ساری کارفرمائی کی جاتی ہے جو کہ ان کافر حکمرانوں کی طرف سے انہیں پیش کی جاتی ہیں۔

امن وامان کی دہائی دینے والے داعی حضرات سے ہم کہتے ہیں کہ امن وامان کا دین اسلام سے بہت گہرا تعلق ہے بلکہ یہ شریعت میں مطلوب ومقصود ہے لیکن تمام شرعی مقاصد ومطالب اور امن وامان سے پہلے شریعت میں توحید باری تعالیٰ اہم ترین مقصود ومطلوب ہے۔اسی میں دین اسلام اور صاحب ایمان کی سلامتی ہے ،تمام امور سے قبل توحید باری تعالیٰ ، اس کے مقاصد ومطالب اور اس کی حفاظت مقدم اور اہم ہے،اس پر کتاب وسنت کے واضح دلائل ہیں،اور توحید باری تعالیٰ کی اولیت پر علماء امت کا اجماع ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد بھی توحید ہے اور اسی توحید کی خاطر قتل اور خونریزی جیسے بظاہر ناگوار کام کو شریعت مطاہرہ نے مشروع قرار دیا ہے۔یہی توحید اللہ کی راہ میں ہجرت کراتی ہے حالانکہ ہجرت سے اعزاء واقارب ،وطن اور خاندان مع مال وزر چھوٹ جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی توحید اہل ایمان کے نزدیک سب سے بڑی متاع ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ

مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ.

''اے پیغمبران سے کہہ دیجئے: اگر تمہارے آباء واجداد اور تمہاری اولاد اور بھائی اور بیویاں اور تمہارے خاندان والے اور تمہارے اموال جن سے تمہیں بڑی محبت ہے اور تجارت جس میں نقصان سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جن سے تمہیں پیار ہے (یہاں تک کی آیت امن وامان کی مثال ہے) تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ سے اور اللہ کی راہ میں لڑنے سے زیادہ محبوب ہے (آیت کا یہ ٹکڑا عقیدہ الولاء والبراء یعنی اللہ کی خاطر دوستی اور دشمنی اور پختگی توحید کی مثال ہے) تو پس انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ کا امر (فیصلہ) آجائے۔ اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ (التوبہ:۲۴)

یعنی اگر اوپر بیان کردہ عمل نہ کیا تو پھر ایک تکلیف دہ انجام ہے۔ اس کی وجہ سے بندہ فاسق کہلاتا ہے ، اُسے ہدایت نہیں ملتی یہاں تک کہ وہ کافر ہو کر دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ جان رکھو تمہارے اموال واولاد (یہ امن وامان کی علامات ہے اور اس کا مادہ یعنی سبب ''فتنہ'' ہے (کیونکہ یہ اللہ کی راہ میں لڑنے اور خرچ کرنے سے روکتے ہیں اور عقیدہ توحید کے تقاضوں کو پورا کرنے سے مانع ہیں (الا ماشاء الله ومن رحم ربی) ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ اور بے شک اللہ کے پاس اجر عظیم محفوظ ہے۔ (الانفال:۲۸) (یعنی اس کے لیے جو عقیدہ توحید اور اس کے تقاضوں کو مال واولاد پر مقدم رکھتا ہو)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورہ تغابن میں ارشاد فرمایا ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ﴾ ''اے ایمان والوں بے شک تمہاری بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں (یعنی

اس صورت میں جبکہ یہ تمہیں بخل اور مال کی محبت پر آمادہ کریں اور عقیدہ توحید کے تقاضوں اور جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ اور اہل ایمان کی نصرت سے تمہیں روک دیں) پس تم ان سے بچتے رہو۔(التغابن :۱۴) یعنی بیوی بچوں سے محتاط رہو جو کہ آیت مبارکہ میں امن وسکون کی رموز کے طور پر آئے ہیں، کہیں وہ تمہیں بزدلی اور پیسہ جوڑ جوڑ کر رکھنے پر مجبور نہ کردیں اور آیت میں مذکورہ عقائد واعمال کی ادائیگی کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں۔ بنی اسرائیل کے جن لوگوں نے بچھڑے کی پرستش شروع کردی تھی اور اس سے عقیدہ توحید میں بگاڑ آ گیا تھا، ان سے کہا گیا کہ وہ اپنی جانوں کو ہلاک کر کے اپنا کفارہ دیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. (البقرہ)

(جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا) تم نے بچھڑے کی پوجا کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اب اپنے رب کے حضور توبہ کرو اور اپنی قوم (کے گاؤں پرستوں) کو قتل کر ڈالو یہ تمہارے رب کے نزدیک بہتر ہے اور وہ تمہاری توبہ قبول کر لے گا بے شک وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ حکم کہ، اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا تھا۔ پس جو لوگ بچھڑے کی پوجا کے مرتکب ہوئے تھے وہ اپنے اپنے ٹھکانوں میں چھپ گئے اور جنہوں نے یہ جرم نہیں کیا تھا وہ اپنے ہاتھوں میں ہتھیار لے کر اپنی قوم اور برادری کے گاؤ پرستوں کو قتل کرنے کے لیے نکل پڑے۔ خوب خون ریزی ہوئی اس دن ستر ہزار

افراد قتل کیے گئے ،اس کے بعد گھپ اندھیرا چھا گیا جب اندھیرا چھٹا تو قتل ہونے والے اور بچ جانے والے دونوں کی توبہ کو شرف قبولیت بخشا گیا۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور مجاہد رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: بنی اسرائیل نے خنجر ہاتھوں میں لیے اور ایک دوسرے کو خوب قتل کیا جس کے نتیجے میں ستر ہزار لوگ مارے گئے۔

میں کہتا ہوں: ہمارے زمانے میں کتنے ہی طواغیت بچھڑے کی مانند اپنی پوجا اور پرستش کرواتے ہیں اِس طرح وہ توحید الوہیت و ربوبیت میں شریک بنے ہوئے ہیں۔ بنابریں امت پر لازم ہے کہ ان کی پلیدی اور پوجا پاٹ سے دنیا کو پاک کردیں چاہے اس راہ میں قربانیاں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑے۔

صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیع عینہ (سودی تجارت) کرنے لگو گے اور بیلوں کی دموں کو تھام کر کھیتی باڑی میں مشغول ہو جاؤ گے (بظاہر یہ امور امن وسکون سے متعلق ہیں) اور جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کردو گے (حالانکہ جہاد توحید اور عقیدہ ولاء کا شعار ہے۔ جب اسے چھوڑ دیا تو پھر لازم ہے کہ ہم اس بات کا انتظار کریں کہ) اللہ تعالیٰ ہم پر ذلت مسلط کردے گا جو کہ اس وقت تک رہے گی جب تک لوگ اپنے دین کی طرف نہ لوٹ آئیں۔ (یعنی جب عقیدہ توحید اور جہاد فی سبیل اللہ کو تمام مقاصد ومصالح سے مقدم نہ جاننے لگیں)

ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح یہ امن وسکون کی دھائی دینے والے طاغوت کے انکار کو فتنے سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ تمام فتنوں سے بڑھ کر یہ فتنہ ہے کہ ظالم طاغوت کے قوانین ونظام پر راضی برضا ورغبت رہنا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ (الانفال: ۳۹)

’’ان کافروں سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کے

لیے (خالص) ہوجائے پس وہ (کافر) اگر باز آجائیں تو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے باخبر ہے"۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ فتنہ قتل سے بڑھ کر ہے (البقرہ:۲۱۷)" ﴿وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ﴾ فتنہ قتل سے اکبر ہے۔(البقرہ:۲۱۷) یعنی طاغوت پر ایمان لانے کا فتنہ اور اس کے کفریہ وشرکیہ قوانین کا رائج ہوجانا قتل و غارت گری سے بڑھ کر باعث تکلیف وشدید تر ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴾ (ھود:۱۱۳)

جن لوگوں نے ظلم (شرک وطاغوت پرستی) کیا ہے ان کی طرف مائل نہ ہونا وگرنہ جہنم کا عذاب آپہنچے گا اور تمہارا اللہ کے مقابلے میں کوئی مددگار نہ ہوگا اور پھر تم نہ ہی کامیابی حاصل کرسکو گے۔

یہاں مائل ہونے سے مراد طاغوت کے قوانین ودستور اور ان کے نظام سیاست پر راضی ہونا اور ان کے خلاف جہاد ترک کرنا ہے۔

رسول کی مخالفت میں چلنے والوں کے متعلق اللہ فرماتا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (النور:٦٣)

پس ان لوگوں کو ڈر جانا چاہیے جو پیغمبر کے حکم سے مخالفت اختیار کرتے ہیں، کہیں انہیں دردناک عذاب نہ آگھیرے یا وہ کسی "فتنہ" میں مبتلا نہ ہوجائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں سے جہاد بھی ہے جسے ترک کرنے پر فتنے میں مبتلا ہونے اور عذاب شدید میں گرفتار ہونے کی وعید ہے۔

کافر حکمرانوں (جن کفریہ اعمال ظاہر ہوں) کے خلاف خروج جائز ہے جیسا کہ صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ "ہاں اگر تم حکمرانوں میں واضح کفر دیکھو جس پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل و برہان ہو"۔یعنی جب کتاب وسنت کی رو سے کسی حاکم کا کافر ہونا ثابت ہو جائے تو اس کے خلاف خروج وقتال جائز ہے اور اس پر تمام اہل علم کا بلا اختلاف اجماع ہے کیونکہ ایسے حکمرانوں کا اپنے کفریہ قوانین پر اصرار کرنا امت کے لیے ان کے خلاف خروج وقتال سے زیادہ بڑا فتنہ ہے چاہے اس راہ میں قربانیاں ہی کیوں نہ پیش کرنا پڑیں۔

ذرا غور کیجئے اگر آپ چاہتے ہیں ظلم وستم ، ذلت ورسوائی جہالت وفساد اور مشکلات کے بوجھ تلے دبنے کا خوف بندوں کو اگر اس بات پر آمادہ کردے کہ وہ اپنے دین وعزت ، مال واسباب کو محفوظ بنانے کے لیے طاغوت کے ظلم وکفر کے خلاف نہ اٹھیں اور دلیل یہ دیں کہ ہم فتنہ وفساد سے بچنے کے لیے ایسا کرتے ہیں تو یہ محض گمان باطل ہی ہے۔اس سے بڑھ کر کون سا فتنہ ہے جس سے ہم بچنا چاہتے ہیں جو کہ اس زمانے میں طاغوت کی جانب میلان کی وجہ سے امت مسلمہ میں موجود نہیں سوائے امت کے توحید پرست بندوں کے جن پر ہمارے رب کا خاص کرم ہے۔

- کہاں ہیں وہ امن امان جس کا طاغوت وکفر کے زیر سایہ پلنے والے نام نہاد مصلحین دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ ان کے اس نظام میں نوجوانوں کی آزادی وسکون سلب کر کے انہیں دین وعقیدے پر عمل سے روکا جا رہا ہے۔

- کہاں ہے وہ امن امان جس کا طاغوت وکفر کے زیر سایہ پروان چڑھنے والے نام نہاد مصلحین دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ ان کے دور حکومت میں کفر وطاغوت کے سامنے کلمہ حق کہنے کی ذرا

برابر اجازت نہیں کیونکہ جاننے کے باوجود محض ظلم وزیادتی کے خوف سے نوجوان اس کی جراءت نہیں کرتے کیا یہی امن امان ہے؟

❁ کہاں ہے امن وسکون جس کا دعویٰ کفر وطاغوت کے پروردہ کرتے ہیں حالانکہ بڑی تعداد ان نوجوانوں کی ان طاغوتی غنڈوں اور ظالم پولیس کی گرفت سے بچنے کے لیے حج وعمرہ، حرمین اور مقامات مقدسہ کی زیارت نہیں کر سکتے، کم ازکم یہ مقامات امن وسکون کا گہوارہ ہوتے۔

❁ کہاں ہے وہ امن جس کے یہ نادان لوگ دعویدار ہیں۔ان کے جلاد صرف اثبات کی صورت میں تو جان چھوڑتے ہیں اگر ایک مرتبہ بھی ان کے مطالبات تسلیم نہ کیے جائیں تو قید وبند کا حکم ہوتا ہے یا پھر اسے ملک بدر کر دیا جاتا ہے۔

❁ کہاں ہیں امن وامان اور کفر وطاغوت کی تائید کرنے والے دھوکے باز غدار حالانکہ ان کے دعوؤں کے باوجود ہزاروں بے گناہ مخلص ودیندار نوجوان امت ان کی جیلوں اور قید خانوں میں عرصہ دراز سے قید ہیں، اور اس کا ثبوت خود سعودی عرب کے اخبارات اور رسائل ہیں۔ ''**الجمیعة الوطنیه لحقوق الانسان فی السعودیة**'' کی رپوراٹ کے مطابق سعودی عرب کی جیلیں باوجود وسیع وعریض ہونے کے قیدیوں کی کثرت کی وجہ سے ناکافی پڑ گئی ہیں۔اب وہاں سرکاری عمارتوں کو بطور جیل خانوں کے استعمال کیا جارہا ہے۔(کیونکہ سعودی عرب میں بھی پاکستان اور دیگر مسلمان ملکوں کی طرح طاغوتی حکمرانوں کی بالادستی ہے)۔

کیا مومن توحید پرستوں کو ظلم کی بھینٹ چڑھانا اور بلا جرم قید کرنا ہی امن ومان ہے۔امن وآتشی کے مرکز حرمین شریفین کا یہ حال ہے، شام، مصر، تونس، الجزائر، لیبیا وعراق اور پاکستان کے قید خانوں کا کیا ہی تذکرہ کیا جائے جہاں طاغوت واستبدادی نظام کے ہاتھوں اس سے زیادہ تعداد میں اہل ایمان نوجوانوں کو قید میں رکھا گیا ہے۔

اے لوگو! اے اس امت کے غیور نو جوانو، اے میرے دلیرو!

تم جہاں کہیں بھی ہو سن لو، یہ نہ کہنا کہ ہمیں علم نہ تھا یا ہمیں نصیحت اور حق بات بتانے والا کوئی نہ تھا ۔میں اپنا قرض اتارتے ہوئے اپنی ذمہ داری سے عہدہ براں ہوتا ہوں تا کہ تم اپنے رب کے پاس کوئی دلیل وعذر لے کر کوئی بہانہ پیش نہ کرسکو میں علی الاعلان تمہیں یہ پیغام اور ڈراوا تمہیں سناتا ہوں اور حقیقت حال اور نصیحت جو سخت ترین کڑوا سچ ہے تمہیں پھر سے یاد دلاتا ہوں ۔میں طاغوت کے ظلم وستم کو باعث نجات تصور کرتے ہوئے ایک شفیق ناصح کی حیثیت سے یہ فتویٰ دیتا ہوں کہ اگر تم یہ چاہتے ہو تم پر ذلت وخواری کے گھنے اور طویل سائے ہٹ جائیں، تمہیں عزت اور اکرام، دین وملت کا وقار پھر سے مل جائے، تمہاری کھوئی ہوئی عزت بحال ہو جائے۔۔۔ مسلمانوں کی عظمت رفتہ لوٹ آئے تو پھر۔۔۔۔سب سے پہلے مسلمانوں کے ممالک میں قائم کافر اور طاغوت کے نظام کے مطابق حکومتوں سے آزادی حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کا آغاز کردو اور ہر انجام کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔۔ جو اس صورت حال کے نتیجے میں پیش آئے ۔جس طرح وہ مسلمانوں کے حقوق واہداف کے حصول میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں تم بھی انہیں تہس نہس کردو ۔۔۔۔اگر ایسا نہ کرو گے تو پھر ۔۔۔۔انتظار کرو کہ تم پر مزید ذلت وخطرات ،فقر وفاقہ ،نقصان وخسران،، دربدری،، ظلم وستم مسلط ہو جائیں ۔اپنی جانوں کو مزید پریشانیوں تکلیفوں اور بوجھ اٹھانے کے لیے تیار کرلو۔۔۔۔وہ جانیں جوان جان جوکھوں میں ڈالنے والے کاموں سے کتراتی ہیں اور طاغوت اور اس کی پرشہوت ورغبت زندگی کی طرف جھکی جاتی ہیں اگر ایسا نہ کرو گے تو نقصان اٹھا کر اپنے آپ ہی کو ملامت کرو گے۔۔۔۔۔۔۔

وَ مَآ اُرِیۡدُ اَنۡ اُخَالِفَکُمۡ اِلٰی مَآ اَنۡھٰکُمۡ عَنۡہُ ؕ اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ ؕ وَ مَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ اِلَیۡہِ اُنِیۡبُ

”میں کچھ تمہاری مخالفت و ممانعت کا ارادہ نہیں رکھتا، میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں جتنی میری استطاعت (کے مطابق) ہو اور میری کدوکاوش اللہ ہی کے بھروسے وسہارے ہے میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اسی پر بھروسی وتوکل کرتا ہوں“۔

والحمدللہ رب العالمین

عبدالمنعم مصطفی حلیمه حفظه الله تعالیٰ

ابو بصیر طرطوسی

ہماری دعوت

باطل کو اس کے عقیدے میں ، اس کے نظریه میں، اس کی حقیقت اور اس کے مظہر میں چیلنج کرنا....باطل سے ہر سطح پر الجھنا ....غیر الله کی خدائی کو برسر عام للکارنا، خدا کے ساتھ اوروں کو پوجے جانے پر، خدا کے ساتھ کسی اور تعظیم و

تقدیس ہونے پر، اس کے سوا کسی اور سے دعا و التجا ہونے پر اور خدا کے سوا کسی اور قانون چلے تو اس پر برهم ہونا، خاموش نه ره

سکنا، اس کو ختم کرنے کے درپے ہونا ، اس پر صبح و شام بات کرنا ،
اس کی مخالفت کو اپنی پہچان بنالینا ....انبیاء کا طریقه ہے .
ابراهیم علیه السلام کی ملت ہے . محمد صلی الله علیه وسلم کا راسته
ہے . فرقه واریت‘ نہیں !

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان